Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

بلونت سنگھ کے اُردوناولوں میں پنجاب کا دیہی کلچر: تحقیق و تجزیہ

RURAL CULTURE OF PUNJAB IN BALWANT SINGH, S URDU NOVELS: RESEARCH AND ANALYSIS

ڈاکٹر مظہر اقبال (کلیار)

لاہور، پنجاب، پاکستان

ڈاکٹر محمد محسن (ساحل سلہری)

سیال کوٹ، پنجاب، پاکستان

ڈاکٹر زہرا امتاز

لیکچرار، حضرت عائشہ صدیقہ ماڈل ڈگری اینڈ کامرس کالج، نکلسن روڈ، لاہور

Abstract:

In his Urdu novels, Balwant Singh has fully portrayed the lives of hardworking peasants living in the villages of Punjab and the Sikhs who died in their name and honor. His Urdu novels ''Ckak Piran Ka Jassa '' and ''Night, Thief and Moon '' depict the economy and society of the villages of Punjab and especially of the Jat Sikhs.During his tenure, Balwant Singh has described the political issue and problems in the villages, the daily commotion and the surrounding conditions. His novels mention the dialect, dress, lifestyle and customs of the villagers. He also mentioned the plains of Punjab, orchards, rahats, plowing oxen, rivers and seasons. The novel''Chak Piran Ka Jassa '' is a social and cultural novel steeped in romance. The lifestyle of rural Muslims and Sikhs in Punjab has been almost the same, the only difference being between religion and religious festivals. Being Punjabi, these two nations have many common values. ''Night, Thief and Moon ''is an important resistance and cultural novel by Balwant Singh. This novel also reflects the Sikh civilization. The novel deals with the family rivalry and enmity of the Sikhs. Although Balwant Singh appears nationalist in his novels''Ckak Piran Ka Jass '' and''Night, Thief and Moon '' he has portrayed the life of every person living in the villages of Punjab. He has also portrayed Punjabi girls in his novels. In his novels, he mentions Bombay and Calcutta as symbols of British colonialism. He described the life in Bombay as ruder than the rural life in Punjab. Balwant Singh, s Urdu novels are a mirror of Punjab, s rural culture.

Keywords: Balwant Singh, Novels, Chak Piran Ka Jassa, Night, Thief and Moon, Punjab, Village, Muslim, Sikhs, Culture, Civilization, Cultural Values, Rural Lifestyle

کلیدی الفاظ: بلونت سنگھ، ناول، چک پیراں کا جسا، رات، چور اور چاند، پنجاب، دیہات، مسلمان، سکھ، کلچر، تہذیب، ثقافتی اقدار، دیہی طرزِ زندگی

کلچر کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے، کلچر کسی علاقے کے افراد کی خوش اخلاقی، کردار، اطوار اور گفتار کی شائستگی اور سلیقگی کا نام ہے۔ معاشرہ جن عوامل و عناصر کو پسند کرتا ہے اسے تہذیب اور جسے ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے اسے بد تہذیبی کہا جاتا ہے۔ کسی علاقے کے باشندوں کے اقدار واحساسات، ظاہری اخلاق، رہن سہن کے طریقے، طرزِ معاشرت اور اس کے فنون کلچر کہلاتے ہیں۔ یہ عناصر کسی بھی علاقے میں مشترکہ بسنے والے افراد کی تہذیب کے اجزائے ترکیبی ہیں جنھیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ معاشرہ جن اقدار کو عزیز اور مقدس جانتا ہے ہر فرد اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تہذیب یا کلچر کے یہ اجزائے ترکیبی ایک دوسرے سے انسلاک بھی رکھتے ہیں اور ایک دوسرے پر گہرے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔۔ ہر قوم کی تاریخ، جغرافیہ اور طرز معاشرت مخصوص ہوتا ہے اس لیے اس کے کلچر یا تہذیب کے خصائص بھی دوسری قوموں کے کلچر سے مختلف ہوتے ہیں۔ کلچر اپنی روایات اور تاریخ کو عزت اور قدر و منزلت سے دیکھنے کا نام ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کلچر کی تعریف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"کلچر اس کُل کا نام ہے جس میں مذہب وعقائد علوم اور اخلاقیات، معاملات اور معاشرت، فنون وہنر، رسم ورواج، افعال ارادی اور قانون، صرف اوقات اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں جن کا انسان معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے اکتساب کرتا ہے اور جن کے برتنے سے معاشرے کے متضاد و مختلف افراد وطبقوں میں اشتراکم ومماثلت، وحدت اور یک جہتی پیدا ہو جاتی ہے۔"(۱)

جغرافیہ کے اعتبار سے برصغیر میں پنجاب کی ایک اپنی اہمیت رہی ہے۔ اس میں مختلف مذاہب اور عقائد رکھنے والے افراد آباد ہیں۔ پنجاب میں بسنے والے افراد کے کچھ امتیازی نشانات ہیں جو انھیں دوسرے جغرافیہ میں بسنے والے افراد سے ممیز کرتے ہیں۔ ہر دور میں دفاعی اور تجارت کے لحاظ پنجاب کی بہت زیادہ اہمیت رہی ہے۔ ہندوستان میں جتنی بھی حکومتیں آئیں سب نے پنجاب کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا۔ پھر مہاراجے، مغل بادشاہ اور رنجیت سنگھ سب کو پنجاب سے بے حد لگاؤ تھا، مسلم دور حکومت میں بھی پنجاب ہی ہندوستان کا مرکز رہا اس طرح حکومت کی طرز پر ہندوستان کے ادیبوں نے بھی اپنی نگارشات میں پنجاب کے کلچر کی عکاسی کی۔ پنجاب کے دیہی کلچر کی عکاسی اردو ادب کی تمام اصناف میں کسی نہ کسی طرح کی گئی ہے لیکن پنجاب کا دیہی کلچر اردو فکشن میں زیادہ واضح انداز میں نظر آتی ہے۔ اردو افسانے کی نسبت اردو ناول میں پنجاب کا دیہی کلچر زیادہ واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ناول نگاروں نے اپنے عہد کی دیہی زندگی کی تمام تر جزئیات اور تفصیلات کو بڑے واضح انداز میں پیش کیا ہے۔ بلونت سنگھ بھی انھی ناول نگاروں میں شمار ہوتے ہیں جن کے ناولوں میں پنجاب کے دیہی ماحول کی عکاسی نظر آتی ہے۔

اردو اور ہندی کے ناول نگار بلونت سنگھ جون ۱۹۲۱ء میں موجودہ پاکستانی پنجاب کے شہر گوجرانوالہ کے ایک گاؤں چک بہلول میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سردار لابھ سنگھ فوجی سکول میں بطور مدرس ملازمت کرتے تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے پرائمری سکول میں ہوئی اور ان کے والد کے تبادلے کی وجہ سے ان کا مڈل کا امتحان میانوالی میں ہوا۔ ڈیرہ دون کے کیمبرج سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بلونت سنگھ نے بی اے ۱۹۴۲ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے پاس کیا۔ اس طرح بلونت سنگھ اپنے والد کی ملازمت کی وجہ سے اوائل عمری میں پنجاب کے مختلف شہروں میں رہے۔ بلونت سنگھ ایک سنگھ جاٹ تھے وہ ہندوستان میں آباد مسلم راجپوتوں، مسلم جاٹوں اور ہندو راجپوتوں اور ہندو جاٹوں (ان دو قوموں) کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اپنے ناولوں میں ان دو قوموں کی زندگیوں کی عکاسی کی ہے۔ بلونت سنگھ کے والد اپنی ملازمت کے سلسلے میں انھیں پورے پنجاب میں لیے پھرتے رہے اس لیے انھیں پنجاب کے مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں کے رسم ورواج، رہن سہن، لباس اور ماحول بخوبی کا علم تھا۔

بلونت سنگھ تقسیم سے پہلے منظر عام پر آنے ناول نگاروں میں سے ہیں جو منشی پریم چند کے فوراً بعد پروان چڑھے۔ ان کے معاصرین میں کرشن چندر، بیدی، منٹو، عصمت چغتائی، اوپندر ناتھ اشک، انتظار حسین، بانو قدسیہ، خدیجہ مستور اور ہاجرہ مسرور کے نام آتے ہیں۔ بلونت سنگھ کے ان ہم عصر ناول نگاروں کے ناول موضوعاتی یکسانیت کا شکار ہو چکے تھے۔ سب نے ہجر وہجرت اور فسادات وغیرہ کو موضوع بنایا ہوا تھا بلوت سنگھ نے یکسانیت کا شکار اردو ناول کا رخ علاقائی وملکی کلچر اور دیگر سماجی مسائل کی طرف موڑ دیا لیکن ان کے معاصرین نے صرف تقسیم اور فسادات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حال ہی کی عکاسی کرنے کو ترجیح دی۔

بلونت سنگھ اردو ادب کے وہ ناول نگار ہیں جنھیں پنجاب کے جاٹ سکھوں کا ناول نگار کہا جاتا ہے۔ انھوں نے پنجاب کے دیہاتوں میں رہنے والے سخت مزاج اور محنت کش کسانوں اور اپنے نام وناموس پر مرمٹنے والے جاٹ سکھوں کی زندگی کی مکمل عکاسی کی ہے۔ انھوں نے اپنے عمیق مشاہدے سے دیہاتی لوگوں کے روزمرہ کے کاموں کو ناول کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ان کے ناول "چک پیراں کا جسا" اور "رات، چور اور چاند" پنجاب کے دیہاتوں اور خاص طور پر جاٹ سکھوں کی معیشت اور معاشرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ بلونت سنگھ نے اپنے عہد میں پنجاب کے دیہاتوں میں پیش آنے والے سیاسی اور سماجی مسائل، روزمرہ کے ہنگاموں اور گردوپیش کے حالات کو بیان کیا ہے۔ انھوں نے اپنے اردو ناولوں میں پنجاب کی دیہی زندگی کے مجموعی رویوں کی ترجمانی کی ہے۔ ان کے ناولوں میں پنجاب کے دیہاتی لوگوں کی بول چال، لباس، رہن سہن، رسم ورواج، کھیت، دریا، موسموں اور فصلوں کا ذکر ملتا ہے۔

بلونت سنگھ کے ناولوں "کالے کوس"، "ایک معمولی لڑکی"، "عورت اور آبشار" اور "عہد نو میں ملازمت کے تیس مہینے" میں بھی پنجاب کی شہری اور دیہی ثقافت کی عکاسی ملتی ہے لیکن خاص طور پر ان کے دو ناولوں "چک پیراں کا جسا" اور "رات، چور اور چاند" میں بالخصوص دیہی کلچر کو موضوع بنایا گیا ہے۔ بلونت سنگھ نے اپنے ناول "چک پیراں کا جسا" میں پنجاب کی سماجی زندگی اور کلچر کی عکاسی کی ہے۔ اس ناول میں سکھوں کی ایک بستی اور خاندان کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ ناول نگار نے سکھوں کے

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مذہبی تہوار اور رسومات کا ذکر بھی کیا ہے۔اس ناول کا مرکزی کردار "جسا سنگھ" ہے۔جسا سنگھ، گوردیپ کور سے بچپن سے محبت کرتا ہے۔گاؤں کے سب لوگ گوردیپ کور کو پیار سے دیپو یا دیپی کہتے ہیں۔جسا سنگھ نے چودہ برس کی عمر ہی میں دیپی سے کہہ دیا تھا کہ "دیپی یاد رکھنا میں تم سے ہی شادی کروں گا۔اگر تم کسی اور کی پتنی بنی، تو تمھارا گلا دبا دوں گا"۔کہانی کے دوسرے کرداروں میں دیپی کا باپ سجن سنگھ اور اس کی ماں متھرا دیوی، چنن سنگھ، کشن سنگھ، لدھا سنگھ، رحیم اور رام پیاری اہم ہیں۔

بلونت سنگھ نے اپنے ناول "چک پیراں کا جسا" میں ہری پور نامی گاؤں کا ذکر کیا ہے جہاں سکھوں کے گوردوارے میں سنگت اکٹھی ہو رہی تھی اور اس سنگت میں قریبی دیہاتوں کے لوگ بھی شرکت کر رہے تھے۔ناول نگار نے اس سنگت میں مرکزی کردار سجن سنگھ، اس کی بیوی متھرا دیوی اور جواں سال خوبرو بیٹی گوردیپ کور سمیت پورے خاندان کو شامل دکھایا ہے۔انھوں نے سکھوں کے اس مذہبی تہوار میں پنجاب کے دیہاتی کلچر کو بیان کیا ہے، اس ضمن میں یہ اقتباس دیکھیے:

> "گوردیپ کور لنگر والے وسیع احاطے کے ایک اندھیرے کونے میں خاموش کھڑی ہو گئی۔وہ اپنی سرخ اوڑھنی کا ایک کونہ دانتوں تلے دبائے لنگر میں مصروف عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھتی رہی۔سبزیاں کاٹی جا رہی تھیں، پیاز چھیلے جا رہے تھے، چوڑی چوڑی پراتوں میں آٹا گوندھا جا رہا تھا، مصالحے بڑے بڑے کونڈوں میں کوٹے جا رہے تھے، کچھ لمبے چوڑے چار کونوں والے توے، جنھیں "لوہ" کہا جاتا تھا، دیوار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے۔بھاری بھرکم دیگوں میں ارد چنے کی دال پک رہی تھی۔بھٹیوں میں لپکتے شعلوں کا عکس اس حسینہ کی موٹی موٹی کالی آنکھوں میں جھلک دکھا رہا تھا۔"(۲)

ناول کے اس اقتباس سے پنجاب کے دیہاتوں کا کلچر واضح جھلک رہا ہے۔پنجاب کے دیہی علاقوں میں مسلمانوں اور سکھوں کا طرز زندگی تقریباً ایک جیسا ہی رہا ہے فرق صرف مذہب اور مذہبی تہواروں میں نظر آتا ہے۔ان دو قوموں میں پنجابی ہونے کی وجہ سے کئی اقدار مشترک پائی جاتی ہیں۔ناول نگار کا اسلوب دیکھیے کہ اس نے روزمرہ کی زبان کا استعمال کس طرح بے باک ہو کر کیا ہے۔انھوں نے "لوہ"، "چھیلنا"، "کونڈے" اور "کوٹے" جیسے پنجابی الفاظ استعمال کر کے پنجاب کے دیہاتیوں کی روزمرہ کی زبان اور لہجے کی مثال دی ہے۔بلونت سنگھ نے اپنے ناول "چک پیراں کا جسا" میں جابجا دیہات کی تہذیب و ثقافت اور طرز زندگی بیان کی ہے۔پنجاب کے دیہاتوں میں جب بجلی کی سہولت نہیں تھی تو اس وقت مذہبی تہواروں، شادی اور دیگر تقریبات میں گیس جلا کر روشنی کی جاتی تھی۔بلونت سنگھ نے "گیس" کا لفظ استعمال کر کے دیہاتی زندگی کی تصویر کشی کی ہے۔انھوں نے پنجاب کے دیہاتوں کی منظر نگاری کرتے ہوئے جسا سنگھ کے چچا کے طویلے کا منظر نہایت عمدگی سے دکھایا ہے۔

بلونت سنگھ نے اپنے ناول میں کھیتوں میں رہٹ اور ہل چلاتے کسان، آٹا گوندھتی اور پانی بھرتی عورتیں دکھائی ہیں۔جب دیپو، جسا سنگھ سے ملنے کی خاطر لنگر خانے کی عورتوں سے کھسک کر گوردوارے کے پچھلے دروازے سے باہر کھیتوں کی طرف نکلتی ہے تو دیہاتی مناظر دیکھیے:

> "وہ (دیپو) بہت پہلے کھسک کر گوردوارے کے پچھلے دروازے سے باہر نکلی، اور روں روں کرتے ہوئے رہٹ کے قریب پہنچ کر پل بھر کو رکی۔رہٹ چل رہا تھا اور خوش قسمتی سے اس کی گادھی پر بیٹھا بوڑھا اونگھ رہا تھا۔دیپو نے دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں پر نگاہ دوڑائی وہاں جھاڑیاں تھیں، بیر اور ببول کے پیڑ تھے۔"(۳)

دیپو، جسا سنگھ سے ملنے کے لیے گاؤں اور گوردوارے سے اتنی دور کھیتوں اور سنسان جگہ پر آ گئی۔اس کردار سے مصنف نے دیہاتی زندگی کی عکاسی کی ہے۔جسا سنگھ کو دیپو پیار سے جسو کہہ کر بلایا کرتی۔مصنف نے پنجاب کے ایک دیہات کے ایک نوجوان لڑکے اور لڑکی کی اس محبت کو بیان کرتے ہوئے گاؤں کی رومانوی فضا کا نقشہ کھینچا ہے۔انھوں نے اس ناول میں دیہات کے کلچر کی بھرپور عکاسی کرتے ہوئے سوکھے اوپلوں کو انگیٹھی میں جلا کر سینکتے ہوئے آدمیوں کی مختلف ٹولیوں کو دکھایا ہے۔گاؤں میں سکھ برادری زیادہ تھی سکھ ہونے کے باوجود بلونت سنگھ نے گاؤں میں رہنے والے مسلمانوں کا ذکر بھی کیا ہے۔مصنف نے ہر وقت فوجداری اور مقدمے بازی میں پڑے ہوئے گاؤں کے کچھ لوگوں کا ذکر بھی کیا ہے اس حوالے سے انھوں نے جسا سنگھ کے چچا بگا سنگھ کا کردار پیش کیا ہے۔

بلونت سنگھ نے ناول "چک پیراں کا جسا" میں دیہات کے شادی بیاہ کے کلچر کی عمدہ عکاسی کی ہے۔انھوں نے شادی سے پہلے گانے بجانے کے رواج کا ذکر کیا ہے۔آج بھی پنجاب کے دیہاتوں میں شادی والے گھر عورتیں رات گئے گانے بجانے کے لیے بیٹھی رہتی ہیں۔انھوں نے دیہات کے سماج اور ثقافت کو پیش کرنے کے لیے گالم گلوچ اور غصے میں بھی پنجابی الفاظ کا استعمال کیا ہے۔گاؤں کے معاشقوں کا ذکر بھی کیا ہے۔اور رشتے داروں کے درمیان رہنے والے تناؤ کو بھی موضوع بنایا ہے۔جسا، دیپی کو پسند کرتا

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تھا لیکن ان دونوں خاندانوں کے تعلقات اچھے نہیں تھے۔ اس کے باوجود جسا اور دیپی ایک دوسرے سے ملتے رہے۔ مصنف نے ناول میں ان کو کبھی گوردوارے، کبھی نہر کنارے اور کبھی کنویں سے پانی بھرتے بات چیت کرتے دکھایا ہے۔پنجاب کے دیہاتوں کا ایک کلچر یہ تھا کہ سب لڑکیاں اکٹھے ہو کر گاؤں کے کنویں سے بالٹی سے پانی نکالتی تھیں اس حوالے سے ناول کا یہ نمونہ ملاحظہ کیجیے:

> ”لڑکیاں چاؤ میں کنویں پر جا پہنچیں اور انھوں نے ڈول پانی میں پھینک دیا۔جب وہ بھر گیا تو ایک لڑکی سے اوپر کھینچتے نہ بنا۔ اب دو لڑکیاں جٹیں،ڈول دو چار ہاتھ اوپر آیا ان کے ہاتھ سے چرکھڑا چھوٹ گیا، کہ گہرائی میں ڈول گرنے کی آواز سنائی دی گویا قسمت اب بھی جسو کا ساتھ دے رہی تھی،وہ چبوترے کے قریب پہنچ کر بولا،لاؤ میں ڈول کھینچتا ہوں،دیپی نے مڑ کر اسے دیکھا۔فوراً پہچان گئی۔بولی تم اکیلے ہی بھرا ڈول نکال لو گئے؟۔۔۔۔۔اکیلے رہ جانے پر دیپی بولی تو تو بڑا اتگڑا ہے۔ جسو نے نرم آواز میں جواب دیا میں لڑکا ہوں“(۴)

بلونت سنگھ کا ناول ”چک پیراں کا جسا“ رومانوی طرز احساس میں ڈوبا ہوا ایک معاشرتی اور ثقافتی ناول ہے جس میں پنجاب کے دیہاتوں کے کلچر کو پیش کیا ہے۔ انھوں نے ناول میں ماضی کی خوشگوار یادوں اور درد و کرب کو بھی بیان کیا ہے۔انھوں نے جسو اور دیپی کا پریم بڑے روایتی انداز میں بیان کیا ہے۔انھوں نے ناول میں متعدد بار پنجابی اور ہندی کے الفاظ استعمال کیے ہیں اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ پنجابی ان کی مادری زبان تھی اور ہندی کے الفاظ انھوں نے مذہبی تہواروں اور رسومات مناتے ہوئے استعمال کیے ہیں۔انھوں نے اس ناول میں پنجاب کے دیہاتی کلچر عمدہ پیرائے میں بیان کرتے کوئی لفظ ایسا نہیں چھوڑا جو استعمال نہ کیا ہو اور کوئی کام بھی ایسا نظر نہیں آتا جو نہ کیا ہو۔

بلونت سنگھ اردو کے وہ ناول نگار تھے جن کا تعلق پنجاب کے ایک سنگھ جاٹ خاندان سے تھا اس لیے انھوں نے اپنے ناول میں سنگھ جاٹ قوم کے رہن سہن اور ان کے گوردواروں کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے پنجاب کے دیہاتوں اور وہاں کے سکھوؤں کے طرز زندگی کو خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔پنجاب میں مسلمانوں اور سکھوؤں کی اکثریت تھی اس لیے اس ناول میں بلونت سنگھ نے سکھوں کو پنجاب کی بڑی برادری بنا کر پیش کیا ہے۔اگرچہ ناول ”چک پیراں کا جسا“ میں بلونت سنگھ نے سکھوں کے طرز زندگی،ماحول،ان کے کھیتی باڑی کے طریقوں، گاؤں میں ان کی روایتی رقابتوں اور رنجشوں کو پیش کیا ہے لیکن اس کے پس منظر میں انھوں نے پورے پنجاب کے دیہاتی کلچر کی تصویر کشی کر دی ہے۔اگرچہ بلونت سنگھ کا یہ ناول ایک مذہب اور برادری تک محدود ہو کر رہ گیا ہے پھر بھی اس میں پورے پنجاب کا دیہی کلچر واضح دکھائی دیتا ہے۔پنجاب کی دو بڑی قوموں مسلمانوں اور سکھوؤں کی کچھ ثقافتی اقدار مشترک بھی ہیں جنھیں بلونت سنگھ نے بیان کیا ہے۔مسلمانوں کے لیے یہ ناول اس لیے اہم ہے کہ اس میں انھیں اپنے پنجاب کا کلچر نظر آتا ہے۔

بلونت سنگھ کا ناول ”چک پیراں کا جسا“ اردو کا شاہکار ناول ہے۔اس میں کئی کردار ہیں۔اس میں رومانوی طرز احساس بھی ہے اور معاشرت کی عکاسی بھی ملتی ہے۔ کہانی میں متعدد کرداروں اور قصوں سے ناول نگار نے دلچسپی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ناول کی تخلیق اعلاوارفع ہے مگر اس میں پنجاب کے مسلمانوں کو بڑا حقیر بنا کر پیش کیا گیا ہے۔شاید یہ مصنف کے سکھ مذہب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے مذہبی تعصب کا ایک پہلو ہے۔اگر اس ناول میں مسلمانوں کو بھی مناسب نمایندگی دی جاتی یا یوں کمتر ظاہر نہ کیا جاتا تو شاید ناول ”چک پیراں کا جسا“ اس سے زیادہ پنجاب کے مسلمانوں کی توجہ حاصل کرتا۔مصنف نے ناول میں ایک مسلم نوجوان رحیم عرف رحیمے کو اپنا نوکر یعنی کمّی بنا کر پیش کیا ہے۔حویلی رام کی عدم موجودگی میں رام پیاری کا ناشتہ رحیم کے ہاتھ نہیں بھجوا تا کیوں کہ رحیم مسلمان تھا۔یہ عمل اور کردار مصنف کے مذہبی تعصبانہ رویے کو ظاہر کرتا ہے۔اس سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ سکھ مذہب کے لوگ مسلمانوں کے ہاتھ کا نہیں کھاتے،اسی طرح مسلمان بھی سکھوں کے ہاتھ کا نہیں کھاتے۔ہے تو یہ حقیقت،بلونت سنگھ کے زمانے میں پنجاب کے دیہاتوں میں کچھ ایسا ہی کلچر تھا۔لیکن اس کردار سے ایک مسلمانوں اور سکھوؤں کے بیچ ایک مذہبی تعصب سا پیدا ہونے لگتا ہے۔ایک مسلم قاری ناول پڑھتے ہوئے مذہب کی طرف نکل جاتا ہے۔ان سب عوامل کے باوجود ناول ”چک پیراں کا جسا“ پنجاب کے دیہاتوں کی سماجی زندگی اور کلچر کا عمدہ عکاس ہے۔

”رات،چور اور چاند“ پنجاب کے دیہاتی کلچر پر مشتمل بلونت سنگھ کا دوسرا اہم ناول ہے۔یہ ناول بھی سکھ برادری کی نمایندگی کرتا ہے۔اس ناول میں بھی ”چک پیراں کا جسا“ کی طرح پنجاب کے سکھ جاٹ لوگوں کے رہن سہن،رسم ورواج اور سماجی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔”رات،چور اور چاند“ بھی ”چک پیراں کا جسا“ کا تسلسل ہی

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

معلوم ہوتا ہے شاید اسی وجہ سے بلونت سکھ کو پنجاب کے سکھ جاٹ قوم کا ناول نگار کہا جاتا ہے۔ بلونت سنگھ کو اردو ناول نگاروں میں اس لیے اہمیت حاصل ہے کہ انھوں نے سکھ ہونے کے باوجود اردو زبان میں ناول نگاری کی ہے۔ انھوں نے اس ناول میں بھی گاؤں گوردواروں، رہٹ، چراگاہوں، نہر کے کنارے کپڑے پھیلاتی اور گاؤں کے کنویں سے پانی بھرتی عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ بلونت سنگھ کو سکھ دھرم عزیز تھا ان کے ناول سکھوؤں کی نمایندگی کرتے ہیں لیکن اہم بات یہ ہے کہ ان میں پنجاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ بلونت سنگھ نے ابتدائی عمر خانہ بدوشوں کی طرح گزاری۔ وہ ساری زندگی پنجاب میں گھومتے رہے اس لیے اس کے کلچر سے خوب واقف تھے۔ ناول کا یہ اقتباس دیہاتی منظر کشی کی عمدہ مثال پیش کر رہا ہے:

"سامنے گوردوارا نظر آ رہا تھا، گوردوارے کی عمارت گاؤں سے تقریباً نصف میل دور ہی بنی ہوئی تھی۔ وہی سطح زمین سے دو چار ہاتھ اونچا رہٹ، عورتوں کے نہانے کے لیے چار دیواری، بَڑ کے گھنے درخت کی چھاؤں، وہی انگور کی بیلیں، ہوا میں لہراتا ہوا گوردوارے کا زرد رنگ کا جھنڈا۔ اُدھر گوبر کے ڈھیر ادھر سرکنڈوں کے جھنڈ۔ وہ رہا قبرستان کے قریب چھوٹا سا میدان جہاں لڑکپن میں وہ دیگر لڑکوں کے ساتھ کھدو کھونڈی کھیلا کرتا تھا۔ اسے اچھی طرح یاد ہے کہ کہ کپڑے کی گیند عموماً قریب والی چھوٹی سی نہر میں گر پڑتی تھی اور بھیگ کر اس قدر بھاری ہو جاتی تھی کہ کھونڈی ٹھوکر سے دو قدم لڑھک کر بھد سے رک جاتی۔"(۵)

بلونت سنگھ نے پنجاب کے دوسرے مذاہب کو کم ترجیح دی ہے۔ مغل حکمرانوں سے قبل سکھوں نے پنجاب پر عرصہ دراز حکومت کی۔ انھوں نے رنجیت سنگھ کے دور حکومت کو یاد کیا ہے۔ رنجیت سنگھ نے عرصہ دراز پنجاب پر حکومت کی اور لاہور کو پائے تخت بنایا۔ ناول "رات، چور اور چاند" کا مرکزی کردار پالا سنگھ ہے۔ پالا سنگھ جرائم پیشہ لوگوں کے گاؤں ڈنگا میں رہتا ہے۔ اس گاؤں کے زیادہ تر لوگ قانون کی خلاف ورزی کرتے تھے شاید اس وجہ سے اس کا نام ڈنگا پڑ گیا۔ اس ناول میں مصنف نے پنجاب کی تاریخ اور کلچر کی نہایت عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ انھوں نے فرنگی راج کو ماننے سے انکار کر دیا انھوں نے ڈنگا سنگھ کے روپ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پنجاب کی عکاسی کی ہے۔ ڈنگا گاؤں میں مسلمان، سکھ اور ہندو تینوں قومیں آباد تھیں۔ اس ناول میں بیان کیا گیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں اور سکھوؤں نے کس طرح انگریزی سرکار کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سکھ پنجاب کی ایک اہم اور بڑی قوم تھے مصنف نے سکھوں کو طاقتور، بڑا اور اونچی ذات کا بنا کر پیش کیا ہے۔ سکھوں کی پنجاب کے وسیع علاقے میں جاگیریں اور زمینداری تھی لیکن مسلم قوم بھی کوئی کم نہ تھی۔ بلونت سنگھ نے اس ناول میں ان دونوں قوموں کی مشترکہ ثقافت کو بیان کیا ہے۔ ان دونوں قوموں نے مل کر پنجاب کو بڑا زرخیز بنایا ہوا تھا۔ ان کو انگریزی سرکار کے قابض ہونے سے بھی فرق نہیں پڑا۔

بلونت سنگھ کا ناول "رات چور اور چاند" ان کے ناول "چک پیراں کا جسا" سے کئی لحاظ سے مختلف ہے اس ناول میں سکھوں کی انگریزوں کے خلاف مزاحمتی رد عمل دکھایا گیا ہے۔ ڈنگا ریلوے اسٹیشن کا منصوبہ سکھوں نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس اسٹیشن کے قیام پر بہت زیادہ فسادات برپا ہوئے جس پر یہ اسٹیشن توڑ دیا گیا۔ اسٹیشن کا منصوبہ ناکام بنانا دراصل سکھوں کا قابض انگریز کو قبول کرنے سے انکار تھا۔ اس ناول میں مصنف نے ڈنگا سنگھ اور گاؤں والوں کی فتح کا ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ انگریز سرکار بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ڈنگا سنگھ نے گاؤں والوں کو ساتھ لے کر اپنے علاقے میں انگریز کا کوئی قانون نہ چلنے دیا۔ بلونت سنگھ نے اپنے ناول میں ڈنگا گاؤں کی تصویر یوں بنائی ہے:

"ڈنگا بہت بڑا گاؤں تھا۔ ہندو، مسلمان اور سکھ سبھی رہتے تھے اگرچہ سکھوں کی آبادی چالیس فیصد سے بھی کچھ اوپر تھی۔ یہ عجیب بات تھی ان لوگوں کی۔۔۔۔ آپس میں بلالحاظ مذہب وملت وہ مل جل کر رہتے تھے۔ مذہب کی تخصیص تو ضرور کی جاتی تھی لیکن اس بنا پر کبھی کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ سارا گاؤں ایک کنبے کی مانند تھا۔ ان میں چند لوگ ایسے بھی تھے جو اپنے پڑوسیوں کو دھوکا سے سکتے تھے یا مخبری کا کام کر سکتے تھے لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی اور وہ لوگ بھی باقیوں سے اس قدر خائف تھے کہ گاؤں والوں کی مرضی کے خلاف ذرہ برابر ادھر سے ادھر نہ ہو سکتے تھے مزے کی بات یہ ہے کہ گاؤں میں ساہوکار بھی موجود تھے۔"(۶)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

”رات چور اور چاند“ بلونت سنگھ کا اہم مزاحمتی اور ثقافتی ناول ہے۔ اس ناول کے مرکزی کردار پالا سنگھ، سرنوں، پرتھی پال، لہنا سنگھ ہیں۔ سرنوں پرتھی پال سے محبت کرتی ہے لیکن پرتھی محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتا۔ دوسری طرف پالی سرنوں سے محبت کرتا ہے لیکن سرنوں کی بے نیازی اسے پرتھی کا دشمن بنا دیتی ہے۔ سرنوں کی شادی ہو جاتی ہے لیکن پالی اس پتی ورتا کو اپنی ہوس کا نشانہ بناڈالتا ہے۔ یہ ناول سکھ تہذیب کی عکاسی کرتا ہے اس میں بھی ”چک پیراں کا جسا“ کی طرح پنجاب کے سکھ جاٹ لوگوں کی سماجی زندگی کی نمایندگی کی گئی ہے۔ اس ناول میں سکھوں کی خاندانی رقابت اور دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے۔ سکھ ذرا ذرا سی بات پر آپس میں لڑپڑتے خاص کر معاملہ عورت کی آبرو کا ہوتا تو وہ بہت جلد خون خرابے پر اتر آتے۔ ایک گاؤں دوسرے گاؤں سے ہار تسلیم نہ کرتا اور اپنے گاؤں کی عزت کی خاطر کئی جانیں بھی ضائع کر دیتے۔ ناول کا یہ اقتباس دیکھیے:

> ”شام کے وقت جب سنداں تنور گرم کرنے کے لیے چھت پر سے کپاس کی چھڑیاں لینے کے لیے گئی ہوئی تھی اور اس کی چندھی آنکھوں سے صحن میں بیٹھی ہوئی چرنے کا تکلا سیدھا کر رہی تھی، تو ڈیوڑی میں بھاری بھاری قدموں کے دھمکوں کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ڈیوڑھی کے دروازے میں سے ایک بلند و بالا مرد سر جھکا کر گزرا اور صحن میں آن کھڑا ہوا۔ بہو نے اجنبی کو دیکھتے ہی چھوٹا سا گھونگھٹ نکال لیا اور سنکھیوں سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگی کہ آخر یہ کون ہے۔“(۷)

”رات چور اور چاند“ ایک سماجی اور سبق آموز ناول ہے۔ اس ناول میں بیان کیا گیا ہے کہ برے کام کا برا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ چوروں، لٹیروں اور ڈاکوؤں کی زندگی کا انجام بڑا ہی عبرت ناک ہوتا ہے۔ ناول کے مرکزی کردار پالا سنگھ عرف پالی کا والد ایک نامی ڈاکو تھا اسے پھانسی کی سزا ہوئی۔ پالا سنگھ اور دوسرے ڈاکوؤں کی زندگیاں بھی سکون سے بسر نہ ہوئیں، کبھی کلکتے میں جیل کی ہوا کھانا پڑی تو کبھی گاؤں میں جیل جانا پڑا۔ بلونت سنگھ نے دراصل اس ناول میں پنجاب کے دیہاتوں میں شریکے بازی اور حسد و رقابت کو خاص طور پر موضوع بنایا ہے۔ انھوں نے رومانوی انداز میں پنجاب کے دیہاتوں کی زندگی کی عکاسی کی ہے۔ انھوں نے گاؤں کے کچے مکانوں کو گارے اور گوبر کی لیپ کرتے دکھایا ہے۔ انھوں نے بھائی بھائی، بھابھی دیور اور ساس بہو کے رشتوں اور ان کی نوک جھوک کا ذکر بھی کیا ہے۔ گاؤں کے نوجوانوں کا مل کر مختلف کھیل کھیلنا اور میلے دیکھ کر لطف اندوز ہونے تک تمام عناصر بیان کیے ہیں۔ بلونت سنگھ رومانوی اور تہذیبی و ثقافتی ناول نگار ہیں۔

بلونت سنگھ اردو ادب کے ایک اہم ناول نگار ہیں لیکن پاکستانی نقادوں نے ان کی ذات سے امتیازی سلوک روا رکھتے ہوئے انھیں ہمیشہ نظر انداز کیے رکھا شاید اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں پیدا ہونے والے یہ عظیم ناول نگار بعد میں ہندوستان ہجرت کر گئے۔ حالاں کہ بلونت سنگھ کے ناول معاصر ناولوں میں کوئی کم مقام نہیں رکھتے۔ انھوں نے لوگوں کے جذبات، اقدار اور رویوں کو موضوع بنایا ہے۔ بلونت سنگھ ایک اہم معاشرتی اور ثقافتی ناول نگار ہیں۔ اگرچہ بلونت سنگھ اپنے ناولوں ”چک پیراں کا جسا“ اور ”رات، چور اور چاند“ میں قوم پرست دکھائی دیتے ہیں لیکن انھوں نے پنجاب کے دیہاتوں میں رہنے والے ہر فرد کی زندگی کی عکاسی کی ہے۔

بلونت سنگھ کی شخصیت کی تشکیل چوں کہ پنجاب میں ہوئی اس لیے وہ پنجاب کے دیہاتوں، میدانوں اور دریاؤں سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ انھوں نے درختوں، پرندوں، گلہریوں، چکوروں، چرواہوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ پنجاب کے موسموں اور فصلوں کے ساتھ ساتھ انسانی رشتوں کے خلوص، ان کی رقابتوں، دشمنیوں، محبت اور نفرت کو بھی موضوع بناتے ہیں۔ بلونت سنگھ نے اپنے ناولوں میں پنجابی دوشیزاؤں کی سراپا نگاری بھی کی ہے۔ وہ پنجاب کے حسن پر بے حد فریفتہ تھے اس لیے انھوں نے نازک اندام پنجابی دوشیزاؤں کے حسن بے مثال کی تصویر کشی کی ہے۔ انھوں نے شہروں کے حبس زدہ ماحول اور معاشرت کو اپنے دیہاتوں کے سامنے رکھ کر ان دو تہذیبوں کا تقابل کیا ہے۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں بمبئی اور کلکتہ کا ذکر برطانوی نو آبادیات کی علامت کے طور پر کیا ہے۔ انھوں نے بمبئی کی بے مروت زندگی کو پنجاب کے دیہاتوں کے مقابل رکھا ہے۔ بلونت سنگھ کے ناول پنجاب کے دیہی کلچر کے آئینہ دار ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ اشتیاق احمد، مرتبہ، کلچر منتخب تنقیدی مضامین، (لاہور: کتاب سرائے، ۲۰۰۷ء)، ص:۸۱
۲۔ بلونت سنگھ، چک پیراں کا جسا، (لاہور: پنجاب بک ڈپو، ۲۰۰۷ء)، ص:۷،۸

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۳۔ ایضاً، ص:۹

۴۔ ایضاً، ص:۲۱

۵۔ بلونت سنگھ، رات، چور اور چاند، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء)، ص:۴

۶۔ ایضاً، ص:۲۵

۷۔ ایضاً، ص:۳۲

ماخذ:

☆ اشتیاق احمد، مرتبہ۔ کلچر منتخب تنقیدی مضامین۔ لاہور: کتاب سرائے، ۲۰۰۷ء۔

☆ بلونت سنگھ۔ چک پیراں کا جسا۔ لاہور: پنجاب بک ڈپو، ۲۰۰۷ء۔

☆ بلونت سنگھ،۔ رات، چور اور چاند۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء۔

☆ بلونت سنگھ،۔ بلونت سنگھ کے چار ناول۔ ترتیب و انتخاب، طاہر منصور آفاقی، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء۔

☆ مرزا ظفر الحسن، مرتبہ۔ ہماری قومی ثقافت از فیض احمد فیض۔ کراچی: ادارۂ یادگارِ غالب، اشاعتِ اول ۱۹۷۶ء، دوم ۲۰۱۱ء